خود اُن کے قلم سے اس کتاب کے دیباچے میں موجود ہے۔ لکھتے ہیں۔

"میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ میں تحقیق کے لیے ایسے موضوعات کا انتخاب کروں جو اپنی اہمیت کی بنا پر ہماری ادبی تاریخ کے کسی نہ کسی خلا کو پُر کرتے ہوں۔ اس لیے میں عموماً انھی موضوعات پر لکھتا ہوں جن پر کام نہ ہوا ہو۔" (ص ۸)

"تحقیق نامہ" مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور نے اکادمی ادبیات پاکستان کے تعاون سے شائع کی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ خواجہ صاحب کے دیگر مقالات بھی بہت جلد کتابی صورت میں دستیاب ہوں گے۔

۲۔ تحقیق و تلاش (مجموعۂ مقالات)

مصنف: ڈاکٹر سید معین الرحمن

ناشر: مقبول اکیڈمی، لاہور۔ سنہ اشاعت: ۱۹۹۰ء۔

تبصرہ نگار: مرزا سلیم بیگ

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن کی تصنیف "تحقیق و تلاش" حال ہی میں مقبول اکیڈمی، لاہور سے شائع ہوکر منظر عام پر آئی ہے۔ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے یہ کتاب تحقیقی و تنقیدی مقالات کا مجموعہ ہے۔ اس میں تیرہ ۱۳ مضامین شامل ہیں جنھیں تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا اور غالب حصہ "غالبیات" کے عنوان سے ہے۔ یہ حصہ چھے مضامین پر مشتمل ہے جن میں سے دو دیوان غالب سے متعلق ہیں۔ پہلے مضمون کا عنوان ہے "غالب کے اصلاحی دیوان

کا ایک اہم قلمی نسخہ" یہ نسخہ جو غالب کے ۱۸۵۲ء تک کے کلام پر محیط ہے خواجہ منظور حسین کے نام معنون ہے، چناں چہ مضمون میں ہر جگہ اسے نسخۂ خواجہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

مصنف نے صرف اس نسخے کی کیفیت ہی بیان نہیں کی بلکہ مضمون کو زیادہ مفید بنانے کے لیے کلام غالب کے متعدد نسخوں اور ان سے متعلق معتبر ماخذ و مصادر کو بھی استعمال کیا ہے۔

اس کے علاوہ دیگر مضامین کے عنوانات یہ ہیں: "غالب اور مجروح کی نو دریافت نگارشات"، "دستنبو کا ایک منفرد قیمتی ایڈیشن"، "جا گہر غالب میں قلمی تحریریں اور مہریں"، "قادرنامہ غالب اور اس کی ابتدائی اشاعتیں"، اور "دیوان غالب کی معاصر اشاعتیں۔"

غالب کے احوال و آثار پر ڈاکٹر صاحب ایک مدت سے تحقیقی نوعیت کا کام کر رہے ہیں، اس سلسلے میں کئی انکشافات بھی ان کے حصے میں آئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کا شمار ماہرین غالبیات میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی درست کہتے ہیں:

> "غالبیات میں تو بہت کچھ کام ہوا ہے اور اب اس میدان میں کوئی قابل ذکر کام کر لینا خود اہل قلم کے باخبر اور دیدہ ور ہونے کی علامت ہے۔"

کتاب کے دوسرے حصے کا نام "ادبیات" ہے اس میں پانچ مضامین شامل ہیں، ان کے عنوانات یہ ہیں" عزیز لکھنوی کی تاریخ ولادت و رحلت"، "توبۃ النصوح پر پہلی تنقید"، "محمد حسین آزاد ایک اہم معاصر ماخذ"، "بابائے اردو مولوی عبدالحق بحیثیت شاعر اور "اردو کا پہلا افسانہ نگار۔"

ان مضامین میں بھی ڈاکٹر صاحب نے کئی ادبی غلط فہمیوں کو رفع کیا ہے۔ مثلاً "توبۃ النصوح کا سنہ تصنیف" اور "عزیز

لکھنوی کی تاریخ ولادت و رحلت ۔" اس کے علاوہ اسی ضمن میں بعض ایسے نوادر کے انکشاف و دریافت کا سہرا بھی مصنف کے سر ہے، جو ادبی تحقیق میں اہم ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں، مثلاً مولوی خلیل الرحمٰن کا خط اور اردو کے اولین افسانہ نگار کا تعین وغیرہ۔

کتاب کے آخری حصے کا عنوان " نادرات " ہے۔ اس میں "موازنۂ انیس و دبیر" پر مولوی عبدالحق کی ایک نادر قلمی تحریر جو دراصل علامہ شبلی کی اس کتاب پر بابائے اردو کا ریمارک یا ئی تبصرہ ہے اور امتیاز علی تاج کے ڈرامے "انار کلی" پر پروفیسر سید وقار عظیم کا ایک یادگار لیکچر، ڈاکٹر صاحب کے مفید حواشی اور ضروری توضیحات کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ بقول ڈاکٹر صاحب یہ چیزیں آثار الصنادید کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان بزرگوں کی یادگاریں اور امانتیں ہیں، جن کا مطالعہ افادیت سے خالی نہیں ہے۔

آخر میں ہم ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی کی اس رائے پر صاد کرتے ہیں کہ "معین الرحمٰن صاحب اکادمک یا معلمانہ تنقید و تحقیق کا اعلیٰ معیار پیش کرنے والوں میں سے ہیں۔"